اشاریہ سازی: ایک تحقیقی مطالعہ

Indexing: An Exploratory Study

Dr Azeemullah Jundran
aujundran@gmail.com
Education Department Punjab, Lahore, Pakistan
Dr. Muhammad Arshid Ovaisi
drarshadovaisi@lgu.edu.pk
HoD, Department of Urdu, Lahore Garrison University, Lahore, Pakistan

KEYWORDS

Indexation
Scope
Need
Methodology
Purpose
Components
Usage

DATES

Received	**01-08-2022**
Accepted	**05-11-2022**
Published	**29-12-2022**

QR CODE

ABSTRACT

This paper is about the definition, meaningfulness, scope and of methodology of indexation. It discusses the cardinal components of an index. It relates that the prime purpose of an index is to inform the reader about all the information given into book without further delay. This paper explains that an index depicts intra-relationship of all the contents include into the book. It serves the role of contents contained in the book. The indexation of literary magazines is not less that manuscript-writing or archive preserving. The indexation process has become very important in the current era owing to its huge pre-occupations. It is very significant and useful activity. Nowadays, it has become an important item of the library.

DOI:
http://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/84

تلخیص:

اس مقالے میں اشاریہ سازی کی تعریف، معنی خیزی، دائرہ کار اور طریقہ کار کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ یہ اشاریہ سازی کے بنیادی اجزاء پر بحث کرتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے اشاریہ سازی کو بغیر کسی گہرے مطالعے کے سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ مقالہ وضاحت کرتا ہے کہ ایک اشاریہ کتاب میں شامل تمام

مشمولات کے باہمی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ کتاب میں موجود مواد کا کردار ادا کرتا ہے۔ ادبی رسائل کی اشاریہ سازی مخطوطی تحریر یا محفوظ شدہ دستاویزات سے کم نہیں ہے۔ موجودہ دور میں اشاریہ سازی کا عمل اپنے بہت بڑے پیشوں کی وجہ سے بہت اہم ہو گیا ہے۔ یہ بہت اہم اور مفید سرگرمی ہے۔ آج کل، یہ لائبریری کی ایک اہم چیز بن چکی ہے۔ اشاریہ سازی کی بدولت ایک محقق کم وقت میں زیادہ کام کر سکتا ہے۔

علم کی حفاظت کسی بھی طریقے اور کسی بھی ہیئت میں کی جائے، اشاریہ کی اہمیت وضرورت اپنی جگہ مسلم ہے۔ اشاریہ علوم وفنون کا کارواں ہے۔ اشاریہ نئی جہتوں سے آشنائی دلاتا ہے۔ اشاریہ نئے افق سے روشناس کراتا ہے۔ اشاریہ سازی تحقیق کی تیز رفتاری، تحقیق میں انسداد سرقہ، حوالہ جات کی تلاش واستفسار جیسے مقاصد کے حصول میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اشاریہ کی ترتیب وتیاری میں خصوصی توجہ اور فکر ونظر کی ضرورت ہے۔ بکھرے پڑے مواد کو یکجا کرنا اہم کام ہے۔ اس پریشان حالی میں صرف اور صرف اشاریہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اشاریہ کے ذریعے ادبا اور شعرا کی تخلیقات اور سوانح کے علاوہ نادر ونایاب تصاویر، عکس ہائے تحریر، ادبی کارنامے اور کتابوں کے نام جیسی ضروری معلومات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ المختصر تحقیقی امور میں ان کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔ اشاریہ کسی خاص چیز کی طرف حوالہ دیتا ہے۔ کتاب کے مندرجات کے تعلقات کی نشان دہی کرتا ہے۔ چیزوں کی عدم موجودگی کی وضاحت کرتا ہے ۔ بمطابق کفایت اُردو لغت (ا-شا-ر-یہ) (عربی اسم مذکر) کسی کتاب کے مضامین یا مندرجات کی حرف تہجی کے اعتبار سے تفصیلی فہرست (1)

ڈاکٹر گیان چند (سن ندارد) کا کہنا ہے: اشاریہ دو امور پر مشتمل ہے:

ا۔ کتاب کے آخر میں متن میں مذکور اشخاص، مقامات، کتب، اداروں وغیرہ کی ہجائی ترتیب مع نمبر صفحہ
۲۔ کسی ادیب کی تخلیقات نیز اس پر لکھی گئی کتابوں اور مضامین کے سلسلے دار فہرست (2)

بمطابق ڈاکٹر محمد خاں اشرف:

"اشاریہ کا درست تلفظ "اِش اِریَہ" ہے۔ انگریزی میں اِسے Index کہا جاتا ہے۔ اشاریے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ عمومی اشاریہ میں تمام نام درج ہوتے ہیں۔ اشخاص، کتب، مقامات، اداروں اور رسائل وجرائد کے الگ الگ اشاریے بھی بنائے جاتے ہیں۔ اشاریہ کے لغوی معنی "کسی کتاب متن میں درج مندرجات کی حروف تہجی کے اعتبار سے فہرست جس میں صفحہ نمبر درج ہو اور یہ عام طور پر متن کے آخر میں دی جاتی ہے۔ اشاریہ کتاب کی تیاری کے بعد ہی تیار کیا جاتا ہے کیوں کہ اِس میں صفحات نمبر کا اندراج ضروری ہے۔ اشاریہ میں مقدمہ بھی شامل ہے، اس کا اندراج بھی کرنا چاہے۔۔۔ اشاریہ تحقیق وتدوین کی اہم ضرورت ہے۔ اشاریہ کتاب کے آخر میں درج کیا جاتا ہے۔ اشاریہ میں محقق اُن حوالوں کو حروف تہجی یعنی الف بائی ترتیب سے درج کرتا ہے۔ اشاریہ کے ذریعے محقق متعلقہ معلومات تک

فوری پہنچ جاتا ہے۔ عام طور پر ایک ہی اشاریہ تمام معلومات کا تیار کیا جاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی مختلف اشخاص کے الگ الگ اشاریے بھی درج کیے جاتے ہیں۔ بہر حال جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے، اُس کا اندراج فہرست میں کر دینا چاہیے۔۔۔اشاریے کے مختلف طریق کار ہیں۔ بہر حال جس طریقہ کو اپنایا جائے، بہتر ہے اُس کی وضاحت کر دی جائے اور مقدمہ میں بھی اس کا ذکر کیا جانا چاہیے۔ اشخاص کے ناموں کے اندراج کے لیے جو بھی طریقہ کار اپنایا جائے اُسے اشاریے میں واضح کرنا ضروری ہے۔ انگریزی میں سرنیم (Surname) یعنی خاندانی نام پہلے لکھا جاتا ہے اور کرسچن نام یعنی اصل نام بعد میں، البتہ اردو میں ایسا نہ ہے۔ اردو میں جس طرح کوئی شخص مشہور ہے بہتر ہے اسی طرح اُس کا نام لکھا جائے۔"(3)

ڈاکٹر معین الدین عقیل نے "اشاریہ" کا جائزہ کچھ اس انداز سے پیش کیا ہے:

"کسی متن میں مطلوبہ افراد، مقامات، اصطلاحات، اسمائے کتب وغیرہ کو تلاش کرنے کے لیے کتاب یا متن کے آخر میں ایسے تمام ناموں کی فہرست حروف تہجی کی ترتیب سے درج کی جاتی ہے، اِسے اشاریہ کہتے ہیں۔ یہ اہتمام اس لیے ہوتا ہے کہ تلاش کے عمل میں جو وقت صرف ہوتا ہے اور مشکل پیش آتی ہے، وہ پیش نہ آئے اور آسانی سے کسی وقت اور مشکل کے بغیر مطلوبہ نام مل جائے۔ یہ اہتمام تمام ناموں کو ایک مسلسل ترتیب سے درج کرنے تک محدود بھی ہوتا ہے اور یہ اُن کو موضوعاتی ترتیب سے علاحدہ علاحدہ فہرستوں کی صورت میں ترتیب دینے پر بھی مشتمل ہوتا ہے۔ یہ اہتمام بے حد ضروری اور مفید ہوتا ہے کہ اِسے اصولاً ہر علمی کتاب میں لازمی طور پر شامل ہونا چاہیے تاکہ محققین اور ضرورت مندوں کا وقت ضائع نہ ہو اور کسی مشکل کے بغیر تمام اوراق کو کھنگالنے بغیر مطلوبہ نام وہ آسانی سے تلاش کر سکیں۔"(4)

ساجدہ پروین(1992ء)نے "اشاریہ خطوط غالب" تیار کیا اس ضمن میں بیان کرتی ہیں:

"اشاریہ ترتیب دینے کے لیے اولاً میں نے کئی ہزار کارڈ تیار کیے، پھر اِن کی مدد سے مختلف عنوانات کے تحت ابجدی ترتیب سے سلسلے وار تا بحد امکان سارے حوالے چن لیے۔۔۔۔ غالب کے اردو خطوط کا اشاریہ اب تک مرتب نہیں ہوا تھا، مجھے خوشی ہے کہ اِس خدمت کو انجام دینے کی عزت میرے حصے میں آئی۔۔۔ تحقیقی طور پر اشاریہ سازی کا کام بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے، یہ تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے اور ان کے کام کو کسی حد تک آسان، اور ان کے قیمتی وقت کو بچا سکتا ہے ۔۔۔۔۔ اشاریہ ترتیب دینے کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا گیا لہٰذا اِس ضمن میں' میں نے قدم اُٹھایا۔"(5)

موصوف مصنفہ مزید بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے کام کو گیارہ عنوانات کے تحت مکمل کیا ہے۔ اور جہاں تک اشاریوں کے مقاصد کا تعلق ہے۔ مختلف کتابوں کے اشاریے کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں اس کے بغیر کتاب خاموش تو نہیں ہوتی، البتہ اپنے

قاری سے بہت سست رفتاری سے مخاطب ہوتی ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی نے اشاریہ کے حسب ذیل مقاصد متعین کیے ہیں:

الف۔ اشاریہ بنانے کا اہم مقصد کتاب میں موجود تمام اطلاعات قاری کو تاخیر کے بغیر مکمل طور پر فراہم کر دی جائیں۔

ب۔ کتاب کا اشاریہ اس کے مندرجات ومشتملات کا رہنما ہوتا ہے۔

ج۔ کم وقت میں مخصوص پیراگراف یا انفارمیشن کو تلاش کرنا آسان ہوتا ہے(6)

مختصر طور پر ان مقاصد کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ اشاریہ:

i۔ کسی خاص چیز کی طرف حوالہ دیتا ہے۔

(ii) کتاب کے مندرجات کے تعلقات کی نشاندہی کرتا ہے۔

(iii) چیزوں کی عدم موجودگی کی وضاحت کرتا ہے۔

(iv) اشاریہ سازی کی روزی کا سامان فراہم کرتا ہے۔

(v) اخبارات، رسائل جن کی اشاریہ سازی ہوچکی ہوتی ہے ان کی شکست کے امکانات میں کمی ہوتی ہے۔

(vi) کسی نئی کتب کی خریداری میں یہ معاون ثابت ہوتا ہے۔

تحقیق تلاش وجستجو سے عبارت ہے۔ حقائق کی تلاش اور دستیاب شدہ حقائق کی چھان پھٹک تحقیق کے دائرہ عمل میں آتی ہے۔ محقق کا کام حقائق کی دریافت ہے۔ جب تک حقائق کی دریافت نہ ہوگی اس وات تک تعین قدر کا مسئلہ حل نہیں ہوسکے گا۔ یعنی تعین قدر کے لیے حقائق کی دریافت از بس ضروری ہے۔ یعنی تحقیق کے بعد ہی تنقید کا اصل اور باقاعدہ عمل شروع ہوتا ہے۔ بصورت دیگر تنقید کے ذریعہ جو نتائج سامنے آئیں گے وہ مستند نہیں ہوگے۔ بقول پروفیسر حنیف نقوی:

" تحقیق حقائق کی بازیافت کا عمل ہے جو اہلِ علم کو ان کی کوتاہیوں اور لغزشوں سے آگاہ کر کے ان کی اصلاح کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ حقائق کی یہ بازیابی ان واقعات کی تلاش وجستجو سے عبارت ہے جو مرور ایام کے ساتھ ماضی کا حصہ بنتے رہتے ہین اور رفتہ رفتہ ہمارے دائرہ عمل سے باہر ہو جاتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر محقق وقت کے لامتناہی سلسلے کی ٹوٹی ہوئی کڑیوں کو دوبارہ جوڑنے اور تاریخ کی بھولی بسری سچائیوں کو از سر نو منظم و مربوط کرنے کا وہ اہم فریضہ انجام دیتا ہے جس کے بغیر نہ ہم اپنے تہذیبی تشخص کا عرفان حاصل کرسکتے ہیں اور نہ علوم و فنون کا کارواں نئی جہتوں سے آشنا اور نئے آفاق سے روشناس ہوسکتا ہے۔ اس اعتبار سے علم وادب اور تصنیف و تالیف کے دوسرے میدانوں میں کام کرنے والوں کی بہ نسبت محقق کا منصب زیادہ انہاک، زیادہ غور وفکر اور زیادہ دقت نظر کا طالب ہوتا ہے۔"(7)

اس سے یہ واضح ہوا کہ تحقیق ایک مسلسل عمل ہے نئے واقعات کا علم ہوتا رہے گا کیوں کہ ذرائع معلومات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ کون سی حقیقت کتنے پردوں میں چھپی ہوئی ہے۔ ہر نقاد کے لیے اچھا خاصا محقق ہونا بس ضروری ہے۔ محقق کا بنیادی کام اپنے موضوع پر مواد کی تلاش یعنی حقائق کی کھوج ہے۔ کوئی ادبی تاریخ یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ اس نے تمام مواد اور حقائق کا احاطہ کر لیا ہے۔ بقول ڈاکٹر خلیق انجم:

> "محقق کو سب سے پہلے جو دقت پیش آتی ہے وہ مواد کی فراہمی ہے۔ اسے یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ موضوع سے متعلق کیا مواد ہے؟ اور کیسے فراہم کیا جا سکتا ہے؟ مغرب میں محقق کی اس دشواری کو اس طرح آسان کر دیا گیا ہے کہ اہم موضوع پر ببیبلو گرافی تیار کر دی گئی ہے۔ جس میں موضوع سے متعلق تمام قدیم سے لے کر جدید ترین کتابیں اور مضامین کا تفصیلی ذکر موجود ہوتا ہے۔ اردو کی بد نصیبی یہ ہے کہ ابھی تک کسی موضوع پر ببلیو گرافی تیار نہیں ہوئی ہے۔"(8)

خلیق انجم کے اس اقتباس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دوران اردو میں تحقیق محقق کو مواد کی فراہمی میں بہت ساری دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہیں دوسری طرف مغرب میں معاملہ اس سے بہت مختلف ہے۔ مغرب میں تحقیق کرنے والوں کو ڈھیر ساری سہولیتیں فراہم ہیں۔ وہاں مختلف مضامین پر ببلیو گرافی تیار ملتی ہے۔ جس کی بنا پر محقق متعلق مواد تک آسانی سے پہنچ جاتا ہے۔ مگر ہمارے یہاں صورتحال مغرب کے برعکس ہے یہاں ببلیو گرافی، مخطوطات کی توضیح فہرست سازی، اشاریہ سازی وغیرہ کا کام بہت تاخیر سے شروع ہوا اور ہنوز یہ کام اپنے ابتدائی مرحلے ہی میں ہے یعنی اس طرح کے کاموں پر جتنا اور جس قدر زور دیا جانا چاہیے وہ اب تک نہیں دیا گیا ہے۔ اسی لیے تو ہمارے یہاں محققین کو بے انتہا پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ادبی تحقیق کا سب سے پہلا مرحلہ موضوع سے متعلق مواد اور کتابوں کی فراہمی کا ہے۔ جو نہایت دشوار گزار مرحلہ ہے۔ بعض اوقات کتابوں کی عدم دستیابی کی بنا پر جو نتائج اخذ کیے جاتے ہیں وہ درجۂ استناد تک نہیں پہنچ پاتے۔ اگر یہ کہیں کہ اس سے گمراہی پھیلتی ہے تو غلط نہ ہو گا اس لیے کہ بعض اوقات تساہلی کی بنا پر یا وسائل کی عدم دستیابی کی بنا پر ایک محقق اصل حقائق تک نہیں پہنچ پاتا ہے۔ نتیجتاً وہ دستیاب شدہ مواد کو سامنے رکھ کر ہی کسی نتیجے پر پہنچتا ہے اور ظاہر ہے کہ اصل حقائق تک پہنچے بغیر جو نتیجہ اخذ کیا جائے گا اس سے گمراہی ہی پھیلے گی مثال کے طور پر اردو شاعری کا پہلا صاحب دیوان شاعر قلی قطب شاہ ہے مگر بہت دنوں تک ولی دکنی کو اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ اس غلط فہمی کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اردو میں مخطوطات کی توضیحی فہرست سازی کا کام بہت تاخیر سے شروع ہوا اور آج بھی یہ کام ابتدائی مرحلہ میں ہی ہے۔

اردو میں ادبی رسالوں کی اشاریہ سازی کی اہمیت، مخطوطات کی توضیحی فہرست سازی سے قطعی کم نہیں ہے اس لیے کہ اگر مخطوطات کی توضیحی فہرست کی عدم موجودگی میں صاحب دیوان ہونے کی اولیت میں مغالطہ ہو سکتا ہے اور اولیت کا تاج قلی قطب شاہ کی بجائے ولی دکنی کے سر رکھا جا سکتا ہے تو ٹھیک اسی طرح ادبی رسالوں کی اشاریہ سازی کی عدم موجودگی میں بھی بہت سارے

حقائق پوشیدہ رہ سکتے ہیں۔ اس لیے کے بعض لکھنے والے ایسے بھی ہیں جو اپنی تحریروں کو کتابی شکل دینے میں سنجیدہ نہیں ہوتے یا پھر وسائل کی عدم دستیابی انھیں اپنی تحریروں کو کتابی شکل دینے سے باز رکھتی ہیں۔

ایسی صورت میں اگر وہ تحریر درجہ ٔ استناد تک پہنچنے کے لیے ناگزیر ہو تو محقق کے لیے پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ اور پھر کسی مصنف کتابوں کی اشاعت سے متعلق کتنا ہی سنجیدہ کیوں نہ ہو اس کی زیادہ نہیں تو کچھ تحریریں ضرور ایسی رہ جائیں گی جو کتابوں کی بجائے رسالوں میں ملیں گی لہٰذا بیشتر حضرات کی رسائی ایسے ادیبوں اور فنکاروں تک نہیں ہو پاتی اور ویسے بھی ایک محقق کے لیے تمام رسالوں اور کتابوں کو کھنگالنا قدرے دشوار گزار عمل ہے، نیز کسی ایک لائبریری میں کسی رسالے کی تمام کاپیوں کا دستیاب ہو جانا بھی ضروری نہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں رسالوں کی اشاریہ سازی کی ضرورت بڑھ جاتی ہے تاکہ محققین متعلقہ مواد تک آسانی کے ساتھ پہنچ سکیں۔ بصورت دیگر وہ اپنی تحقیق کی بنیاد دستیاب شدہ مواد پر ہی رکھے گا اور ہو سکتا ہے کہ دستیاب شدہ مواد جس کو وہ حتمی اور مکمل سمجھ رہا ہو وہ ناکافی ہو اور نامکمل ہو تو پھر اس کی تحقیق بھی نامکمل ہو گی اگرچہ اس نے جانفشانی کے ساتھ تحقیق کیے اور اس کے باوجود اس کی تحقیق نامکمل قرار پائے گی۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح پہلا صاحب دیوان ہونے کا شرف بہت دنوں تک قلی قطب شاہ کے بجائے ولی دکنی کو حاصل رہا ہے اسی طرح آخری تحریر تک پہنچے بغیر کسی محقق کی تحقیق مکمل قرار نہیں پا سکتی۔ یوں تو تحقیق کے میدان میں مکمل اور حتمی جیسا لفظ ہی غلط اور ناقابل قبول ہے۔ لیکن اگر متعلقہ موضوع پر تمام نہیں تو بیشتر تحریروں تک کسی محقق کی رسائی ہو جائے تو اس کی تحقیق کو ہم مستند ضرور کہیں گے۔ عصر حاضر میں یا اب سے تیس چالیس سال پہلے اردو ادب میں بے انتہا تجربے کیے گئے بالخصوص افسانوں میں تو سب سے زیادہ تجربے ہوئے۔ جدیدیت کے تحت لکھنے والوں نے مروجہ اسلوب اور تکنیک سے انحراف کرتے ہوئے نت نئے اسلوب اور تکنیک وضع کیے۔ تجربہ پسندی نے اتنی شدت اختیار کر لی تھی کہ افسانے نقشوں اور ہندسوں میں لکھے جانے لگے تھے۔ اب اگر کوئی محقق جدید اردو افسانے میں ہیئت اور تکنیک کے تجربے پر کام کرنا چاہے تو اسے سب سے پہلے اس دور اور احتیاطاً اس دور سے قبل کے تمام افسانوں کا بغور مطالعہ کرنا ہو گا اور اس کے لیے اسے نہ صرف افسانوں پر بھی نگاہ رکھنی ہو گی اس لیے کہ جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے کہ بعض شاعر و ادیب اپنی تحریروں کو کتابی شکل دینے میں سنجیدہ نہیں ہوتے یا پھر ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے کہ وہ اپنی تحریروں کو کتابی شکل دے سکیں لہٰذا رسائل کی ورق گردانی محقق کے لیے ناگزیر ہے۔ وگرنہ اپنی تحقیق کو درجہ ٔ استناد تک نہیں پہنچا سکے گا۔ جدیدیت کے زمانے میں تجربہ پسندی کے شوق میں افسانہ نگاروں نے نت نئے تجربے کیے اور ان تجرباتی افسانوں کو رسالوں میں شائع بھی کیا گیا مگر اس طرح کے افسانہ نگار جب افسانوی مجموعہ شائع کرواتے ہیں تو ان میں سے کچھ افسانوں کو مجموعے میں شامل نہیں کرتے۔ اس لیے رسالوں کی گرد صاف کرنا ہمارے لیے ضروری ہو جاتا ہے۔ اور متعلقہ موضوع تک پہنچنے کے لیے تمام رسالوں کی گرد کو صاف کرنا نہایت دشوار گزار عمل ہوتا

ہے لہذا رسائل کی اشاریہ سازی کی اہمیت ایسے میں بہت بڑھ جاتی ہے۔ اگر رسائل کی اشاریہ سازی کا کام عام ہو جائے تو محقق کی بہت سی پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور وہ باآسانی متعلقہ موضوع تک پہنچ سکے گا۔

اردو میں اشاریہ سازی کا کام بہت تاخیر سے شروع ہوا۔ گنتی کے چند رسالے ایسے ملیں گے جن کا اشاریہ تیار کیا گیا۔ اس معاملے میں مغرب ہم سے بہت آگے ہے۔ مغربی ممالک میں اشاریہ سازی کا رجحان عام ہے لہذا وہاں محققین کو ہماری طرح دشواریوں کا سامنا کرنا نہیں پڑتا ہے۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں انسان کو ڈھیروں آسانیاں دستیاب ہیں۔ ایک معمولی سے بٹن کو دباتے ہی بجلی کے بلب اور پنکھے روشنی اور ہوا دینے لگتے ہیں۔ موٹر اور ہوائی جہاز کے ذریعہ انسان نہایت قلیل وقت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتا ہے۔ ٹیلی ویژن کا بٹن دباتے ہی ہمیں دنیا کی خبریں معلوم ہو جاتی ہیں۔ غرض کہ دنیا تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کر رہی ہے اور اس ترقی سے انسان کا بہت سارا وقت بچ جاتا ہے مگر ہمارے یہاں بالخصوص اردو میں مخطوطات کی توضیحی فہرست سازی، رسالوں کی اشاریہ سازی، کتابوں کی وضاحتی فہرست سازی کا کام بہت تاخیر سے شروع ہوا اور آج بھی یہ کام اپنے ابتدائی مرحلے ہی میں ہے لہذا محققین بھی چیونٹی کی رفتار سے کام کرتے ہیں۔ اگر اشاریہ سازی اور وضاحتی فہرست سازی کا چلن عام ہو جائے تو شاید تحقیق کے کام میں بھی تیزی آجائے گی اور اس طرح نہ صرف محققین کو آسانیاں فراہم ہو جائیں گی بلکہ اردو ادب کو بھی بہت فائدہ پہنچے گا۔

طباعت کی جدید ترین سہولتوں کی بنا پر ہر موضوع پر ادب اور مضامین تیزی سے شائع ہو رہے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ رسائل کی پہنچ کتابوں سے یقینا بہت زیادہ ہے۔ ایک ادیب یا ناقد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی فکر اور اس کے فن سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفیض ہوں۔ اپنی اس خواہش کے تحت وہ اپنی تحریروں کو رسالوں میں شائع کروانا زیادہ پسند کرتا ہے، اس لیے رسالوں میں ہر (Subject) اور موضوع پر ادب اور تنقید تیزی سے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس لیے اگر رسالوں کی اشاریہ سازی کا کام کیا جائے تو یقینا تحقیق کے طالب علموں اور اساتذہ کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ موجودہ دور میں تحقیق کرنے والوں کو طرح طرح کی سہولتیں دستیاب ہیں تو اس کی راہ میں بہت سی دشواریاں بھی حائل ہیں۔ مثلا مواد کی فراہمی میں انھیں طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ ملک میں مختلف اکادمیاں اور لائبریریاں قائم ہیں مگر کسی ایک لائبریری یا اکادمی میں ضرورت کی تمام چیزیں دستیاب نہیں ہوتیں اس لیے محقق کو خاک چھاننا پڑتی ہے تب کہیں جا کر اس کی تحقیق کسی نتیجے پر پہنچ پاتی ہے۔ ان تمام جانفشانیوں کے باوجود محقق کی رسائی موضوع سے متعلق تمام مواد تک نہیں ہو پاتی اس کی وجہ یہ ہے کہ رسائل و جرائد میں موضوع سے متعلق شائع ہونے والے مواد اکثر و بیشتر اس کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ چونکہ تمام رسالوں کی تمام کاپیوں کی گرد صاف کرنا کسی ایک محقق کے بس کی بات ہر گز نہیں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ رسالوں کی تمام کاپیاں ایک اکادی یا لائبریری میں مل نہیں پاتیں ایسی صورت میں ایک محقق کرے بھی تو کیا کرے۔ اگر رسائل کی اشاریہ کا رجحان عام ہو جائے تو محقق کو تو ڈھیر ساری

آسانیاں فراہم ہو جائیں گی۔ اور وہ رسالے کی اسی کاپی یا شمارے کی تلاش میں رہے گا جس میں متعلقہ موضوع پر تحریریں شائع ہوئی ہیں۔ اس طرح ایک محقق کا ڈھیر سارا قیمتی وقت بچ جائے گا اور وہ ان قیمتی اوقات کو کسی تعمیری کام میں لگا سکے گا۔ ڈاکٹر جمیل اختر کے اس اقتباس سے اشاریہ سازی کی اہمیت و افادیت اجاگر ہو جائے گی۔ وہ لکھتے ہیں:

"رسائل کی اشاریہ کی اہمیت کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جنھیں تحقیقی کام سے واسطہ پڑتا ہے۔ پھر یہ کہ رسائل کے اشاریہ کی اہمیت محقق کے لیے یوں بھی ہے کہ رسائل کے اندر ایک ہی موضوع پر متنوع مضامین مل جاتے ہیں، اس لیے بسا اوقات ایک مضمون سے جتنی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں وہ کبھی کبھی ایک کتاب سے بھی فراہم نہیں ہوتیں۔"(9)

دنیا میں وہ قوم ہمیشہ ترقی یافتہ کہلاتی ہے جس کے کتب خانے اور تجربہ خانے آباد ہوتے ہیں، گویا علوم وفنون کی کتابوں اور تحقیقی مقالات کے معیار اور مقدار کو قوم کی ترقی کا پیمانہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ تحقیق کی دنیا میں جدید اطلاعیاتی ٹیکنالوجی سہولیات کے طفیل اب برقیاتی طرز کتابوں اور برقیاتی طرز کتب خانوں کی بازگشت ترقی پذیر ملکوں میں سنی جانے لگی ہے اب تو کسی بھی ملک میں ہونے والی تحقیقات کو دوسروں تک پہنچانے کے جدید ترین وجود پا چکے ہیں۔ موجودہ دور میں اشاریہ سازی کو بہت اہمیت حاصل ہے اس بابت ڈاکٹر عبدالحمید عباسی بیان کرتے ہیں:

"موجودہ دور میں اشاریہ کو بہت اہمیت حاصل ہے اور یہ حقیقت میں ہے بھی نہایت مفید اور کام کی چیز۔ اس سے عام قاری کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور تحقیق کرنے والے کو بھی، خصوصاً نئے محقق کو اِس کے ذریعہ اس کی راہ نمائی بھی ہوتی ہے اور وقت بھی بچتا ہے۔ اس لیے اشاریہ بہت محنت اور دلچسپی سے تیار کرنا چاہیے اور جتنے اہم موضوع کتاب میں ہوں۔ سب کا اشاریہ بنانا چاہیے۔"(10)

صفدر رشید نے اشاریہ سازی کی ضرورت واہمیت کو کچھ اس انداز سے پیش کیا ہے:

"اشاریہ سازی تحقیق کی تیز رفتاری، تحقیق میں انسداد سرقہ، حوالہ جات کی تلاش واستفسار جیسے مقاصد کے حصول میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر اشاریہ سازی نظاموں نے تحقیقی جرائد اور اشاریہ کو اٹوٹ بنادیا ہے۔ آج کی دنیا میں اشاریہ سازی کو تحقیق میں کلیدی اہمیت حاصل ہو چکی ہے، چنانچہ ہر میدان علم کا تحقیقی مجلہ لازم جانتا ہے کہ وہ اشاریہ سازی کے کسی نہ کسی عالمی نظام سے وابستہ ہو جائے۔ بلاشبہ اِس سے خود مجلہ کی اپنی افادیت دوچند ہو جاتی ہے۔"(11)

اشاریہ کی بنیادی اکائی "مدخل" ہے۔ مدخل کسی بھی کتاب یا رسالہ کے مضمون کے کلیدی لفظ یا تصور اور اس کے مقام مرکز کی نشاندہی کرنے والے صفحہ نمبر یا متبادل حوالہ سے مل کر تشکیل پاتا ہے۔ متبادل حوالہ کی ضرورت اس صورت میں پڑتی ہے جبکہ متن مضمون میں ایک ہی بنیادی خیال کو مختلف مقامات پر مترادفات کے ذریعہ پیش کرتے ہیں۔ اشاریہ ساز ایک اصطلاح کو سرمدخل Heading کے لیے منتخب کرلیتا ہے اور دوسری مترادفات سے متبادل حوالہ کے ذریعہ قاری کی رہنمائی کرتا ہے۔

سطحات اشاریہ

مدخل میں درج تفصیل کی مناسبت سے اشاریہ کی درج ذیل چار سطحیں بتائی گئی ہیں:

۱۔ الفاظ ونام کا ابجدی اشاریہ Concordance

۲۔ کتاب اشاریہ Book Index

۳۔ رسائل اشاریہ Journal Index

۴۔ معلومات بازیابی نظام اشاریہ Information Retrieval System Index

1۔ الفاظ ونام کا ابجدی اشاریہ

Condordance اشاریہ کی آسان ترین سطح ہے جس میں کتاب میں موجود نام کو ابجدی ترتیب سے درج کرتے ہیں۔ عام طور پر مذہبی کتابوں میں ان کی مدد سے قاری متن میں کسی شخص، چیز یا جگہ کے نام تک پہنچ جاتا ہے۔ اس میں متبادل حوالہ نہ دے کر ہر لفظ اور اس کے مترادفات کو بطور مدخل استعمال کرتے ہیں۔ آج کل مذہبی کتابوں کے علاوہ اس طرح کے اشاریے پیٹنٹ نمبر اور فارمولا اشاریہ میں بھی مقبول ہیں۔

مثال: المعجم لمفہرس لالفاظ القرآن الکریم۔ مرتبہ محمد فواد عبدالباقی۔ بیروت Quran 1994A concordance of 1989Comp. by Hanna E. Kassis, California,

2۔ کتاب اشاریہ

ایک اچھا اشاریہ کتاب میں درج معلومات سے استفادہ میں بہت معاون ہوتا ہے۔ اس کی ساخت کی پیچیدگی یا سادگی کا انحصار کتاب کے مضمون اور متوقع قاری کی علمی سطح پر ہوتا ہے۔ عموماً کتابوں میں دیے گئے اشاریے مدخل، ذیلی مدخل اور متبادل حوالوں کی مدد سے تیار کیے جاتے ہیں۔ مترادفات کے لیے متبادل حوالے دیے جاتے ہیں۔ درسی کتابوں میں درج اشاریہ محض اشخاص اور مقام کے نام پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ عموماً یہ ایک بار تیار کیا جاتا ہے اور ایک شخص اِسے تیار کرتا ہے۔

3۔ رسائل اشاریہ

کتاب اشاریہ سے رسالہ اشاریہ کئی جہتوں میں مختلف ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ رسالہ کی ایک جلد یا کئی جلدوں کے لیے تیار کیا جاتا ہے، اور پانچ یا دس سال کے وقفہ سے مجموعہ اشاریہ بھی تیار کیا جاتا ہے۔ ایک مضمون یا ایک مخصوص دائرہ علم مثلاً سماجی علوم، علوم انسانی میں شائع ہونے والے ایک سے زائد رسائل کے مضامین کا اشاریہ بھی تیار ہوتا ہے۔ ایک مخصوص موضوع پر ایک سے زیادہ افراد مختلف جغرافیائی مقام پر رہ کر اشاریہ تیار کر سکتے ہیں۔ سائنسی علوم میں اشاریہ کی روایت بہت مستحکم اور وسیع الدائرہ ہے۔

رسائل میں مضامین کے ساتھ ساتھ مراسلے، اداریے اور اشتہارات بھی ہوتے ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے جس میں ایک جلد یا کئی جلدوں میں شائع مضامین کو مصنف کے نام کی ابجدی ترتیب میں درج کیا جاتا ہے اور حوالہ میں جلد نمبر، شمارہ نمبر تاریخ وصفحات دیے جاتے ہیں۔ جس میں مضامین پہلے سے وضع سر مدخل کے تحت درج کیے جاتے ہیں اور موضوعات کے مترادفات کو متبادل حوالہ سے رہنمائی کرکے قاری کو منتخب سر مدحل سے واقف کراتے ہیں۔ جملہ اقسام کے اشاریوں میں حوالہ کی تفصیل عموماً یکساں ہوتی ہے جو جلد نمبر، شمارہ نمبر اگر شماروں میں صفحات پوری جلد کے لیے تسلسل سے نہ ہوں سال وماہ اور صفحات پر مشتمل ہوتی ہے۔

4۔ معلومات بازیابی نظام اشاریہ

Information Retrieval System Index کسی مضمون یا مخصوص موضوع پر باہمی تعلق اور مناسبت رکھنے والے مواد علمی کو ایک منطقی اصول پر تشکیل سر مدخل کے ذریعہ علمی معلومات کے ذخیرہ کاری کو اس خیال کے پیش نظر کہ ضرورت پر ذخیرہ سے معلومات کا حصول جلد ممکن ہو اور مکمل طور پر ہو، معلومات بازیابی نظام اشاریہ کہتے ہیں۔ مواد علمی کی بہتات، محققین کی مواد ضروری کی مخصوص نوعیت اور وقت کی کمی کے پیش نظر اشاریے مشین کی مدد سے تیار ہوتے ہیں اور معلومات کی بازیابی بھی مشین کے واسطے کی جاتی ہے۔

اقسام اشاریہ

اپنے سر مدخل کے انتخاب اور ان کی ترتیب میں پیش نظر اصول وضوابط کی وجہ سے اشاریہ کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1۔ مصنف اشاریہ

جس میں سر مدخل مصنف کا نام ہوتا ہے جو ابجدی اصول پر مرتب ہوتا ہے۔ رسائل کے اشاریہ میں درج جملہ مضامین مصنف کے نام کے نیچے درج ہوتے ہیں۔ کتاب کے اشاریہ میں کتاب میں مذکور مصنفین کے ناموں کو ابجدی ترتیب میں درج کرکے اشاریہ تیار کرتے ہیں۔ مصنف ایک یا ایک سے زائد اشخاص، کوئی ادارہ، سرکاری محکمہ یا شعبہ یا کوئی کانفرنس ہو سکتی ہے۔

2۔ موضوعی ابجدی اشاریہ

اس اشاریہ میں مضمون یا موضوع سے متعلق بنیادی سر مدخل، ان کے ذیلی سر مدخل، مترادفات سر مدخل سے ایک ابجدی ترتیب میں درج کیے جاتے ہیں۔ مترادفات کا بنیادی سر مدخل سے تعلق متبادل حوالہ کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے اشاریہ میں کسی ایک موضوع سے متعلق مواد منتشر ہوتا ہے۔

3۔ موضوعی اشاریہ

اس قسم کے اشاریہ میں ابجدی ترتیب بنیادی سر مدخل سے کی جاتی ہے۔ ذیلی یا وضاحتی سر مدخل نیم متبادل حوالہ کی سر مدخل بھی درجہ وار بنیادی سر مدخل کے تحت درج ہوتے ہیں۔ اسی قسم کے اشاریہ میں موضوعی ابجدی اشاریہ کی طرح ذیلی مدخل تک سیدھے نہیں پہنچا جاسکتا تاہم موضوعی اشاریہ کی سب سے نمایاں صفت کسی خاص موضوع کے جملہ پہلوؤں کے بارے میں معلومات کا یکجا ہونا ہے۔

4۔ مساوی حیثیت

"'بولیائی'" Bouolean ماڈل پر مبنی یہ اشاریہ مساوی حیثیت اصطلاحات سے تشکیل ہوتا ہے اور تلاش مواد کے لیے مضمون یا موضوع سے متعلق دو یا تین اصطلاحوں کو یکجا کر کے تلاش حوالہ کرتے ہیں۔ مثلاً "تحریک"، " آزادی"، "ہندوستان" تینوں کو یکجا کر کے " ہندوستان کی تحریک آزادی" ایک منفرد موضوع قائم ہو گیا۔ اس طرح کے اشاریہ سے استفادہ میں کامیابی کے لیے صحیح اصطلاحوں کا انتخاب شرط ہے۔

5۔ ردوبدل الفاظ عنوان اشاریہ Permuted Title Index

کسی مضمون کے عنوان میں موجود الفاظ کو سر مدخل کے طور پر استعمال کر کے اشاریہ سازی کی روایت قدیم ہے۔ لیکن حالیہ زمانہ میں فراہمی حوالہ کے مواد کو جب مشین کمپیوٹر کی مدد سے انجام دینے کی شروعات ہوئی تو عنوان میں موجود کلیدی الفاظ کی ترتیب میں ردوبدل کر کے عنوانات کو درج کیا گیا اور اس طرح اشاریہ سازی کو ردوبدل الفاظ عنوان اشاریہ سازی کہا گیا۔ ردوبدل الفاظ کے دو طریقے مروج ہیں۔ ایک جس میں تبدیلی ترتیب الفاظ سیاق وسباق میں کی جاتی ہے جسے کوک Keywork in Context Kwoc کا نام دیا گیا ہے۔ دوسرا جس میں تبدیلی ترتیب الفاظ وسیاق وسباق سے صرف نظر کر کے کی جاتی ہے جسے کو اک Kwoc Keywork out of Context کہتے ہیں۔ چنانچہ مصنفین سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ عنوان قائم کرنے میں انہیں الفاظ کو استعمال کریں جن میں ترسیلی حوالہ صلاحیت ہو۔

6۔ پہلو وضاحتی اشاریہ Fecated Index

پروفیسر ایس آر رنگاناتھن کے وضع کیے ہوئے زنجیری عمل اشاریہ سازی Chain Procedure کی مدد سے تیار' یہ اشاریہ اپنے مدخل کے لیے نظام درجہ بندی میں موجود اصطلاحات اور ان کی وضاحت پر مبنی ہوتا ہے۔ کسی بھی مضمون کے موضوع نشان Class Number میں موجود انفرادی اعداد یا رمزیات کو بتدریج درجہ بندی اصطلاح میں تبدیل کر کے سر مدخل حاصل کرتے ہیں جو بعد میں ابجدی اصول پر مرتب کیے جاتے ہیں۔ چونکہ ترجمہ کے اس عمل کو ایک کڑی کی شکل میں کرتے ہیں۔ اس لیے اس کا نام زنجیری عمل اشاریہ سازی پڑا۔ اس درجہ بندی نظام میں مضمون کے مختلف پہلوؤں کو منسلک کر کے موضوع نشان تشکیل ہوتا ہے اس لیے اس پر مبنی اشاریہ کو پہلو وضاحتی اشاریہ کہا گیا۔

اشاریہ سازی کا یہ طریقہ اگرچہ اپنی اصلی شکل میں بہت زیادہ مقبول نہیں ہوا لیکن اس میں مضمر فلسفہ سے مغربی اشاریہ ساز ماہرین متاثر ضرور ہوئے۔ چنانچہ اشاریہ سازی کا ایک بہت مقبول طریقہ جسے پریسی Precis کہتے ہیں رنگاناتھن کے اصول سے متاثر تسلیم کیا گیا ہے۔

7۔ حوالہ اشاریہ Citation Index:

اس اشاریہ میں سر مدخل ایک مکمل مضمون ہوتا ہے جس کے ذیل میں ایسے تمام مضامین جن میں مضمون مذکور کا حوالہ موجود ہو مصنف کے ناموں کے اعتبار سے درج ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کسی ایک مخصوص موضوع پر موجود مضامین کے حوالے ایک جگہ آجاتے ہیں۔[۱۴]

اشاریہ سازی ایک مستقل فن ہے۔ کتابیات کی طرح اشاریہ کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ اشاریہ سازی کے فن کو عموماً رسائل وجرائد کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے۔ لیکن اشاریہ سازی صرف رسائل وجرائد کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اس سے علمی و تحقیقی میدان میں نبرد آزمائی کرنے والوں اور مصنفین کو بڑا فائدہ اور آسانی ہوتی ہے۔ زبان وادب کے ماہرین جنھوں نے اپنی لیاقت اور صلاحیت کے بل بوتے پر اردو ادب کے ذخیرے کو وسعت عطا کی ہے۔ ان سے متعلق مقالات ومضامین یا خود ان کی بیشتر تصانیف ومضامین ادھر ادھر بکھرے پڑے ہوتے ہیں اور وہاں تک ایک عام قاری کی رسائی نہیں ہو پاتی کہ فلاں مصنف کی کتاب یا ان کا مضمون کس جگہ اور کہاں مل سکتا ہے۔ اس پریشان کن صورتِ حال سے بچنے میں صرف اور صرف اشاریہ ہی ہماری رہنمائی کر سکتا ہے۔ آج کئی معروف ادیبوں کی ابتدائی تحریروں اور علمی وفکری تحریکوں کے بھی یہ جرائد امیں ہیں۔ اشاریہ کے نہ ہونے سے ان کی شخصیت پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ ایسی صورت میں اگر رسائل کے اشاریے تیار ہو جائیں تو محقق کو بڑی سہولت حاصل ہو جائے گی اور تحقیقی دشواریوں پر بہت حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس طرح تحقیقی راہ میں حائل ایک بڑی رکاوٹ کو دور کیا جا سکتا ہے۔

اشاریہ کی مدد سے کسی بھی ادیب یا شاعر کے بارے میں میں نہایت قلیل وقت میں بہت زیادہ اور بہترین معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اشاریہ کے توسط سے ادبا شعرا کی تخلیقات اور سوانح کے علاوہ نادر ونایاب تصاویر عکس ہائے تحریر، ادبی کارنامے، کتابوں کے نام، معلومات کی فہرست، غرض ہر طرح کی ضروری معلومات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہوا ہے کہ مختلف رسائل اور کتب تک ہر کس وناکس اور خصوصاً تحقیقی کام کرنے والوں کی رسائی نہیں ہو پاتی اور مطلوبہ مواد کا رسائل میں جا بجا بکھرا ہونا اور پھر رسائل کا میہانہ ہونا عام طور سے ان کے کام میں رکاوٹ کا سبب بنتا ہے۔ لیکن جب تحقیق کرنے والے کے سامنے کتب ورسائل کے اشاریے موجود ہوتے ہیں تب وہ اپنے تحقیقی کام کو موثر طریقے سے انجام تک پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

فن اشاریہ سازی کی زبردست اہمیت کے باوجود ہندوستان میں اس ادبی و تحقیقی میدان میں بہت کم کام ہوا ہے اور جن رسائل کے اشاریے تیار کیے جا چکے ہیں ان میں سے اب تک صرف چند ہی زیور طبع سے آراستہ ہو سکے ہیں۔ لیکن اب یہ صورت حال

ہر گز مایوس کن نہیں۔ کیونکہ ملک کی کئی یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں نے اس طرف خصوصی توجہ دی ہے اور کئی ادبی رسائل کے اشاریے مرتب کرائے ہیں۔

انگریزی اور دنیا کی دوسری زبانوں میں یہ کام بہت پہلے شروع ہو چکا ہے۔ اردو کی دنیا کی دوسری ترقی یافتہ زبانوں کی صف میں لانا ہے تو اس کام کو کیا جانا چاہیے اور اردو کے تمام رسائل کے مندرجات کو سامنے رکھ کر ایک جامع موضوعاتی اشاریہ تیار کیا جانا چاہیے جیسا کہ دوسری زبانوں میں ہے تب ہی اردو تحقیق کا معیار بلند ہو سکے گا۔ دنیا کا کوئی ترقی یافتہ ادب میں وقت تک صحت مند اور مستند تحقیقی و تنقیدی کارنامہ پیش کر سکتا جب تک اس میں حوالے اور اشاریے کی کتابیں موجود نہ ہوں۔ ضرورت اس امر کی ہے تحقیقی مجلات، رسائل کا مکمل اشاریہ منظر عام پر لایا جائے۔ اب پاکستان کی جامعات کے شعبہ ہائے اردو سے شائع ہونے والے تحقیقی جرائد کے مقالات کی اشاریہ سازی کا سلسلہ جاری ہے۔ امید ہے محقق اس سے استفادہ کریں گے۔

اس بحث کے بعد کہہ سکتے ہیں کہ اشاریہ کسی مصنف، موضوع، مضمون یا کسی کتاب کا آئینہ ہوتا ہے۔ جس کے توسط سے شعرا اور ادبا کی تخلیقات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اشاریہ مرتب کرنا ایک اہم فن ہے جس میں کتابی مواد، رسائل و جرائد کے اندراجات کی ترتیب کے مختلف طریقہ ہائے کار وضع کیے جاتے ہیں۔ اشاریہ کی مدد سے کسی بھی شاعری یا ادیب کے بارے نہایت کم وقت میں بہترین معلومات کا حصول ممکن ہے۔ اشاریہ سازی کی ابتدا مذہبی کتابوں کے مرتب اشاریوں سے ہوئی۔ اشاریہ سازی جلا بخشنے کے لیے ضروری ہے کہ اشاریہ سازی پر مقالات لکھوائے جائیں۔ اشاریہ سازی کے اہم کام چھپوائے جائیں اور تقسیم کیے جائیں۔ اشاریہ سازی کی طلبا کو مشق کرائی جائے اور اشاریہ سازی کا موضوع اور مضمون ایم۔فل اور پی ایچ۔ڈی کے کورسز میں شامل کیا جائے۔

حوالہ جات

1. کفایت اردو لغت، کراچی: کفایت پبلشرز، 2019ء، ص:77
2. گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، لاہور: زبیر بکس، س ن، ص:521
3. محمد خاں اشرف، ڈاکٹر، اصطلاحات تدوین متن، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2011ء، ص:40-42
4. معین الدین عقیل، ڈاکٹر، اردو تحقیق صورت حال اور تقاضے، لاہور: القمر انٹرپرائزز، 2016ء، ص:476-77
5. ساجدہ پروین، اشاریہ خطوط غالب، جلد دوم، لاہور: شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج، 1992ء، ص:9
6. عبد الحمید خاں عباسی، ڈاکٹر، اصول تحقیق، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2021ء، ص:214
7. حنیف نقوی، پروفیسر، مبادیات تحقیق (مضمون)، مشمولہ: تحقیق و تدوین، مرتبہ: پروفیسر ابن کنول، دہلی: کتابی دنیا، 2006ء، ص:56

8. خلیق انجم،ڈاکٹر،ادبی تحقیق اور حقائق (مضمون)، مشمولہ: تحقیق و تدوین، مرتبہ: پروفیسر ابن کنول،2006ء، ص:45
9. جمیل اختر،ڈاکٹر،اشاریہ آج کل، دہلی: انٹرنیشنل اردو فاؤنڈیشن، 2006ء
10. ایضاً، ص:214
11. صفدر رشید، اشاریہ اُردو جرائد، مشمولہ: علم و فن، شش ماہی، شمارہ:5-6، جلد:3، اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، 2016ء، ص:113
12. ur.wikipedia.org/wiki/اردو رسائل کے اشاریوں کی فہرست/10-06-2019/Time:7:00 p.m.

References in Roman Script

1. Kifayat Urdu Lughat, Karachi: Kifayat Publishers, 2019, p.77
2. Gian Chand, Dr., Tahqeeq ka Fun, Lahore: Zubair Books, N.A., p: 521
3. Muhammad Khan Ashraf, Dr., Istlahat-e-Tadveen-Matn, Lahore: Sang-e-meel Publications, 2011, pp: 40-42
4. Moinuddin Aqeel, Dr., Urdu Tehqee: Soort-e-Hall aur Taqazy, Lahore: Al-Qamar Enterprises, 2016, pp. 476-77.
5. Sajida Parveen, Ishariya Khatoot-e-Ghalib, Volume II, Lahore: Urdu Department, Government College, 1992, p: 9.
6. Abdul Hamid Khan Abbasi, Dr., Osool-e-Tahqeeq, Islamabad: National Book Foundation, 2021, p.214
7. Hanif Naqvi, Pro., Mobatyat-e-Tahqeeq (Mzmoon), Mashmoola: Tahqeeq-o-Tadveen, Author: Pro. Ibn Kanwal, Delhi: Kitabi Duniya, 2006, p.56
8. 8. Khaliq Anjum, Dr., Adbi Tahqeeq aur Haqaiq (Mzmoon), Mashmoola: Tahqeeq-o-Tadveen, muratba: Pro. Ibn-e-Qanwal, 2006, p: 45
9. Jameel Akhtar, Dr., Isharia Ajkal, Delhi: International Urdu Foundation, 2006, p. 175
10. Ibid, p. 214
11. Safdar Rashid, Isharya0 Urdu Jaraid, Mashmoola: Ilm-o-Fun, Bio-annual, Issue: 5-6, Volume: 3, Islamabad: Idara Farogh-e-Qaumi Zaban, 2016, p: 113
12. ur.wikipedia.org/wiki/List of indices of Urdu magazines/--06--10 2019/Time:7:00 p.m.